وما النصر الا من عند اللہ

مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے (القرآن)

سپاہ صحابہ کے بانی، وکیل صحابہ، شیر اسلام، امیر عزیمت، قائد انقلاب اور شہید ناموس صحابہ

سراغ رساں باپ کا سراغ رساں بیٹا

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید

تالیف حضرت مولانا پروفیسر محمد طاہر علی الہاشمی دامت برکاتہم العالیہ

Scanned by CamScanner

جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا
تو اصحاب کا دیوانہ تھا سنی تیرا غلام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگوی تیرا نام رہے گا

کفر کے ایوانوں میں تو زلزلہ برپا کر دیا تھا
تیری شجاعت تیری شہادت کو ہم سب کا سلام رہیگا
اب بھی کافر مرتے دم تک لرزا بر اندام رہے گا

عفت امی عائشہؓ کی خاطر جان کی بازی تو نے لگا دی
تیری شجاعت تیری شہادت کو ہم سب کا سلام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

جن کی وکالت کرتا رہا تو ان کے پاس اب پہنچ گیا ہے
خون میں نہا کر جانے والے جنت میں آرام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

ملک و شجاعت کا شہزادہ کفر کے سامنے کوہ گراں تھا
تیری گرج ہے کفر پہ باقی ابن سباء ناکام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

اپنا خون مقدس دیکر زندہ کیا قوم کو تو نے
مٹ جائینگے دشمن تیرے چرچا تیرا عام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

ظلم سہے اور جیلیں کاٹیں آخر جان بھی قربان کر دی
کوثر جنت میں تیرے لبوں پر جام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

ہاتھ پہ تیرے بیعت کی تھی عہد کیا تھا عہد ہیں کرتے
مشن تیرا ہم عام کریں گے اونچا تیرا نام رہے گا
جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا

اصحابؓ سے جن کو نفرت ہے وہ لوگ ہیں کافرِ اے طاہر
پس ان پہ تیر و نشتر ہیں صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ
اخلاص وفا کے پیکر ہیں صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ
اصحابؓ شفیع محشر ہیں صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ

Scanned by CamScanner

عرض ناشر

کسی بھی شخصیت کی سوانح حیات یا سیرت و کردار کو اجاگر کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی زندگی بھی انہی خطوط پر استوار کر کے زندگی گزاری جائے جس طرح وہ آئیڈیل سرخرو ہو کر اپنے منزل کی طرف رواں دواں تھا اسی طرح اس کی شخصیت کے ہر پہلو کی تقلید کر کے ہم بھی کامیاب و کامران ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ بلا شبہ اس صدی کے عظیم مجدد، عظیم خطیب اور بے مثال قائد اور لاجواب خوبیوں کے مالک تھے، اس مادیت کے دور میں کلمہ حق بلند کرنا اور جرأت و بے باکی کیساتھ بلند کرنا اُن کا خاصہ ہے۔

حق نواز شہیدؒ کی حیات پر جتنا بھی سوچا جائے جتنا بھی لکھا جائے ہمیشہ تشنگی کا احساس برقرار رہتا ہے۔ بہت ساری کتابیں اُن کی سیرت و کردار کے حوالے لکھی گئی لیکن اس کتاب میں حضرت مولانا پروفیسر طاہر علی الہاشمی صاحب نے چشم دید واقعات اور تاریخی حوالوں سے درستگی کا جو کام انجام دیا ہے وہ بلاشبہ مولانا حق نواز شہیدؒ کے سیرت کے حوالے سے عظیم کارنامہ سمجھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع الخلائق اور حضرت مصنف کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔ امین

مولانا رب نواز طاہر مانسہرہ

Scanned by CamScanner

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے (القرآن)

نام کتاب ______ سراغ رساں باپ کا سراغ رساں بیٹا

مصنف ______ حضرت مولانا پروفیسر محمد طاہر علی الہاشمی مدظلہ

ناشر ______ العزیمت میڈیا فاؤنڈیشن

طباعت اوّل ______ 2000 عدد

ہدیہ ______ 20 روپے

بتعاون: ______ حاجی نواز خان، اظہر اقبال

ملنے کے پتے

مکتبہ محمد الرسول اللہ ﷺ و صحابہ کرامؓ ہری پور

مکتبہ ابوبکر صدیقؓ مانسہرہ ، مکتبہ عمر فاروقؓ بٹگرام

مکتبہ عثمان غنیؓ اوگی ، مکتبہ علی المرتضیٰؓ لاری اڈا مانسہرہ

مکتبہ مدنیہ البدر پلازہ ایبٹ آباد ، مکتبہ الحمید شنکیاری

اقصیٰ اسلامی کیسٹ و خوشبو محل بٹگرام ، مولانا امیر متقی اوگی

اہلسنت والجماعت سی ڈی مرکز مانسہرہ ، مولانا نواب صاحب شنکیاری

ایثار ریکارڈنگ اینڈ کتاب گھر اٹک

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب صدر اہلسنت والجماعت مانسہرہ

مولانا شاہ زمان صاحب بالاکوٹ

Scanned by CamScanner

ولادت با سعادت

سپاہ صحابہؓ کے بانی، وکیل صحابہؓ، شیر اسلام، امیر عزیمت، قائد انقلاب اور شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگویؒ **1952**ء میں دریائے چناب کے پل کے ذرا آگے جھنگ سے قریباً بیس میل دور واقع ایک چھوٹے سے گاؤں "چاہ کھچی والا موضع چیلہ" تھانہ مسن تحصیل وضلع جھنگ میں نیک سیرت وکردار کے حامل ولی محمد مرحوم کے ہاں پیدا ہوئے۔

یہ علاقہ سیاسی لحاظ سے تقریباً ایک صدی سے اہل تشیع کے دو مراکز "شاہ جیونہ اور رجوعہ" کی زیر سرپرستی شیعہ جاگیرداروں کی سیاسی و مذہبی اجارہ داری کی چکی میں پس رہا تھا۔ ضلع جھنگ رافضیت کے علاوہ قادیانیت کے فتنے کا بھی ہیڈ کوارٹر تھا۔ ایسے تاریک ماحول میں اللہ تعالیٰ نے موضع "چیلہ" میں علم وحکمت اور غیرت وحمیت کا ایک ایسا روشن ستارہ نمودار کیا کہ جس نے ضلع بھر میں خصوصاً اور ملک بھر میں عموماً کفر و ضلالت اور شرک و بدعت کی تاریکی کو دور کر کے رافضیت و قادیانیت کے دجل کو خوب طشت از بام کیا۔

امیر عزیمتؒ "سپرا" قوم کے ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ بڑے بھائی کا نام شیر محمد اور چھوٹے سوتیلے بھائی کا نام شمس الحق ہے۔ موصوف **1953**ء میں ایک سال کی عمر میں ہی ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے تھے جبکہ **1974**ء میں بعمر بائیس سال والد کی رحلت کے حادثے سے دوچار ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

مقامی پرائمری سکول میں ابتدائی چار جماعتیں پاس کر کے پانچویں میں زیر تعلیم ہی تھے کہ گاؤں کے باہر ایک چھوٹی سی مسجد میں "محفل شبینہ" کا اہتمام ہوا۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ ننھے حق نواز بھی نماز میں شریک ہو کر قرآن پاک کی سماعت کرتے رہے۔ یہیں سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی اگلی صبح دس سالہ حق نوازؒ نے سکول جانے سے انکار کرتے ہوئے قرآن پاک حفظ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ان کی دلی تمنا کے مطابق ان کے ماموں حافظ جان محمد نے انہیں قرآن پاک

Scanned by CamScanner

حفظ کرنا شروع کر دیا اور دو سال کے قلیل عرصے میں انہوں نے ذہانت اور بے پناہ شوق کے بل پر حفظ کی سعادت حاصل کر لی۔

پھر موصوفؒ نے ضلع خانیوال کے شہر عبد الحکیم کی مسجد شیخاں والی میں قاری تاج محمودؒ سے فن تجوید و قرأت بعد ازاں دار العلوم کبیر والا سے درس نظامی اور **1971**ء میں خیر المدارس ملتان سے دورہ حدیث کی علمی منازل طے کیں۔ دوران تعلیم ہی کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں رئیس المناظرین مولانا دوست محمد قریشی اور مناظر اسلام علامہ عبد الستار تونسوی سے علم مناظرہ میں مہارت حاصل کی۔ خیر المدارس میں قیام کے دوران ختم نبوت کے محاذ پر بھی کام کیا اور دوران تعلیم متعدد مرتبہ گرفتار بھی ہوئے۔

تدریس و خطابت:

علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد **1972**ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک دینی مدرسہ میں ایک سال تک تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد اپنی تبلیغی۔ علمی اور عملی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی غرض سے **1973**ء میں واپس جھنگ آ گئے۔ حسن اتفاق ان دنوں جامع مسجد پپلیاں والی (جو موصوفؒ کی شہادت کے بعد "مسجد حق نواز شہیدؒ" کے نام سے موسوم ہوئی) کے خطیب حافظ احمد بخشؒ فوت ہو گئے تھے چنانچہ مسجد کی انتظامیہ نے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کو ان کی شرط تسلیم کر کے اس مسجد کا خطیب مقرر کر دیا۔

موصوفؒ نے مسجد کی انتظامیہ کے سامنے صرف یہ شرط رکھی تھی کہ "مجھے عظمت اصحابؓ و پیغمبرؐ کھل کر بیان کرنا ہے اور دشمنان اصحابؓ و پیغمبرؐ کا کھل کر محاسبہ کرنا ہے اس لیے میری اس نظریاتی اور دینی جدوجہد میں کوئی مداخلت نہ کی جائے اور مجھے اپنے ضمیر کے مطابق کام کرنے کا موقع دیا جائے"۔

مارچ **1977**ء میں موصوفؒ کی شادی اپنے ننھیال میں ہوئی۔ (اہلیہ کے والدین بھی شیعہ تھے جبکہ بعض دیگر رشتہ دار اب بھی شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں) تین بیٹے علامہ اظہار الحق جھنگوی شہیدؒ (جو **2002**ء میں کراچی میں شہید کر دیئے گئے) حسنین معاویہ اور مسرور نواز پیدا ہوئے یہ

Scanned by CamScanner

عجیب اتفاق ہے کہ تینوں بچوں کی پیدائش کے وقت موصوف پابند سلاسل تھے۔

جامعہ مسجد پپلیاں والی میں خطابت کے فرائض سنبھالنے کے بعد ابتداء میں مدح صحابہؓ ورد قدح صحابہؓ کے ساتھ ساتھ توحید وشرک اور سنت و بدعت کے موضوعات زیر بحث رہے اسی ضمن میں بریلویوں سے بھی دو دو ہاتھ کئے۔ جھنگ شہر میں پرانی مسجد عیدگاہ کے خطیب مولوی محمد صدیق کے ساتھ ان کی معرکہ آرائیاں موضوع بحث بننے لگیں۔ دونوں کے مابین مناظرے کا سٹیج بھی خوب سجا۔ کچھ ہی عرصہ بعد پروفیسر طاہر القادری کے زیر انتظام چلنے والی مذکورہ مسجد کے امام صاحب کو انتظامیہ نے برطرف کر کے ایک معتدل آدمی کو خطیب مقرر کیا جس سے محاذ آرائی کی یہ کیفیت ختم ہو گئی۔

جھنگ کا تاریخی پس منظر:

برصغیر میں برطانوی سامراج کے تسلط کے دوران جب انگریز نے دریائے چناب کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اس میں کچہری بنائی تو انگریزوں کے وفادار قدیم نواب خاندانوں کی سیال نامی شاخ کی ایک ذیلی ذات ''مگھیانہ'' سے تعلق رکھنے والے افراد یہاں آباد ہوئے۔ اسی نسبت سے یہ شہر ''جھنگ مگھیانہ'' کہلایا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے جدید نام اپنا لئے۔ پرانا شہر ''جھنگ سٹی'' کہلایا اور نئی آبادی کو ''جھنگ صدر'' کا نام دیا گیا۔ شہر سے تقریباً باہر تعمیر کی جانے والی جدید ترین آبادی کو ''سٹیلائٹ ٹاؤن'' کہا جانے لگا۔ اس کے باوجود آج بھی سرکاری دستاویزات پر ''ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر جھنگ مگھیانہ اور میونسپل کمیٹی جھنگ مگھیانہ'' کے نام لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق جھنگ شہر کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے اس میں شیعہ آبادی کا تناسب 20 سے 25 فیصد تک ہے۔

جھنگ کے دو شیعی مراکز شاہ جیونہ اور جوعہ کی زیر سرپرستی اور شیعہ حکمرانوں و جاگیرداروں کی ملی بھگت سے صحابہ کرامؓ کے خلاف تبرا بازی کھلے عام اور بلا روک ٹوک جاری رہتی تھی جس کی وجہ سے اس شہر میں متعدد مرتبہ شیعہ سنی تصادم ہوا۔

Scanned by CamScanner

1960ء میں ''حسو بلیل'' میں حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کا پتلا جلایا گیا۔ 1970ء کے عام انتخابات سے قبل یعنی 1969ء میں جھنگ شہر میں ''باب عمرؓ'' کا سانحہ پیش آیا جس میں مولانا شیرینؒ سمیت 6 سنی جام شہادت نوش کر گئے۔ یہ وہ دور تھا جب مولانا محمد ذاکر نے سنیوں کو سیاسی طور پر منظم کرنے کیلئے ''متحدہ سنی محاذ'' قائم کیا تھا ان کا خیال تھا کہ شیعہ جاگیردار سنی اکثریت کے باوجود حکومت کرتے ہیں اس اجارہ داری کو ختم ہونا چاہیے ان کی یہ تحریک کامیابی کے ساتھ جاری تھی کہ بیگم عابدہ حسین نے قومی اسمبلی کی اپنی ہی خالی کردہ نشست پر سنی رہنما مولوی رحمت اللہ کو اپنا امیدوار نامزد کر دیا اور وہ اپنی انتخابی تقریروں میں ''شیعہ، سنی بھائی بھائی'' کا پیغام دیتی رہیں اس طرح مولانا محمد ذاکر صاحب کی تحریک بظاہر گوشہ عافیت میں چلی گئی اس کا اندازہ 1988ء کے عام انتخابات کے نتائج سے بخوبی لگایا جا سکیا ہے کہ ضلع جھنگ کی قومی اسمبلی کی پانچ نشستوں میں سے چار نشستوں پر شیعہ امیدوار کامیاب ہوئے جن میں سے ایک نشست پر مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ بیگم عابدہ حسین کے مقابلہ میں تقریباً 40 ہزار ووٹ لینے کے باوجود شکست کھا گئے مگر وہ اپنے ووٹ بنک کی ایک مضبوط بنیاد قائم کر گئے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ اور مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ یکے بعد دیگرے اسمبلی میں اہل سنت کی ترجمانی کرتے رہے۔

1979ء میں خمینی انقلاب کی صورت میں جدید تاریخ میں پہلی مرتبہ خالص ایک شیعہ ریاست وجود میں آئی جس سے ملت جعفریہ میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی بالخصوص پاکستان میں انہیں مزید شہ ملی۔ گڑھ مہاراجہ میں اہل تشیع نے قرآن پاک کو آگ لگائی۔ دھڑا دھڑ تحریف قرآن اور تکفیر صحابہؓ پر مشتمل غلیظ لٹریچر منظر عام پر آنے لگا۔ علاوہ ازیں اپریل 1979ء میں خمینی کے حکم پر اہل تشیع نے پنجاب کے شہر بھکر میں جمع ہو کر تحریک نفاذ جعفریہ کی بنیاد رکھی جو آج بھی ایرانی حکومت کی زیر سرپرستی اپنی تحریک جاری رکھی ہوئی ہیں۔ اس تنظیم نے 2 فیصد ہونے کے باوجود ملک میں فقہ جعفریہ کے نفاذ کی پر تشدد تحریک شروع کر دی۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے نصف درجن سے زیادہ مسلح تنظیمیں بنائیں مثلاً امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن (آئی ایس او) مختار فورس، سپاہ اولیاء، اہل ملیشیا،

Scanned by CamScanner

حسینی فورس، شیعہ یوتھ فورس اور سپاہ محمد وغیرہ۔ان مخصوص مذہبی حالات کے پیش نظر مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ ''مدح صحابہؓ اور ردقدح صحابہؓ'' ہی کو اپنا مرکزی عنوان اور موضوع قرار دیتے ہوئے اپنی تمام صلاحیتیں ناموس صحابہؓ کے تحفظ کیلئے وقف کر دیں۔

دفاع ناموس صحابہؓ کا نظریہ:

یہ موضوع ان کا اپنا اختراعی نہیں تھا بلکہ برصغیر کے خاص تاریخی حالات کے تناظر میں اکابر علماء مجدد الف ثانیؒ،شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ،شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ،مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مفتی رشید احمد گنگوہیؒ، امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ،مولانا حسین احمد مدنیؒ ،مولانا احتشام الدین مرادآبادیؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ ،علامہ عبدالستار تونسوی، قاضی مظہر حسینؒ ،مولانا اسحاق سندیلویؒ،مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حافظ عبدالشکور مرزا پوریؒ، سید نور الحسن شاہ بخاریؒ اور خاندان بنوہاشم کے سرسید ابن امیر شریعت سید عطاء شاہ بخاریؒ المعروف ابوذر بخاری اور ان کے معتقدین کا خاص موضوع رہا ہے۔

جس شخص نے بھی اس موضوع کے متعلق اکابر کی کتب کا مطالعہ کیا ہے یا ان کی تقاریر سنی ہیں اور وہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے کام اور مشن سے بھی آگاہ ہے تو اسے یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ موصوف نے اس موضوع کو بدلتے ہوئے حالات کے تقاضے کے عین مطابق اپنے پیش روا کابرین سے کئی گنا زیادہ نکھارا ہے اور ایک سعادت مند پیروکار کی طرح ان کے مشن کو آگے بڑھا کر ان کی ارواح کو شاد اور مطمئن کیا ہے۔مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے نزدیک ناموس صحابہؓ کی حفاظت اور ان کے خلاف کئے جانے والے پروپیگنڈے کی تردید بجائے خود بھی ایک اہم دینی و شرعی فریضہ ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ کے مجروح ہو جانے کے بعد قرآن، حدیث، اسلام اور سیرت پیغمبرؐ سب ہی مشکوک ہو جاتے ہیں موصوفؒ نے جب یہ محسوس کیا کہ علمی رسائل و کتب سے استفادہ کا حلقہ بہت ہی محدود ہے تو انہوں نے رد رافضیت و سبائیت کو انتہائی جرأت کے ساتھ عوامی سطح پر بطور مشن اپنایا اور اہل تشیع کی شرعی و اسلامی حیثیت کو کسی چار دیواری یا نجی محدود محفل میں

Scanned by CamScanner

بیان نہیں کیا بلکہ سر عام اور جلسہ ہائے عام میں واضح کیا کہ ان کا حقیقی اور اصلی اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے حالانکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اس موقف کو پاکستان میں بیان کرنے کی ایک قیمت ہے اور وہ ان کی زندگی بھی ہو سکتی ہے اسی لیے وہ اپنی ہر تقریر کا اختتام اس شعر سے کرتے تھے

وفائے اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

جنرل ضیاء الحق کے دور میں اہل تشیع ایرانی حکومت کی شہہ پر پاکستان میں مسلسل اپنے "اسلاف" کے کارنامے دہراتے رہے اور اس دوران انہوں نے چاروں صوبوں میں سینکڑوں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کیے۔ بالخصوص 6 جولائی 1985ء کا سانحہ کوئٹہ ان کی "سفاکی" اور بربریت کی واضح مثال تھا۔

تعلیمی اداروں میں یہ فرقہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ہی اپنے لئے شیعہ دینیات بطور نصاب منظور کرا چکا تھا جس سے اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے چنانچہ اس نے جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان میں فقہ جعفریہ کے نفاذ کا صرف مطالبہ ہی نہیں کیا بلکہ اس کیلئے ایک خونی تحریک بھی شروع کردی۔ جنرل ضیاء الحق نے جب زکوۃ وعشر کا قانون نافذ کیا تو اہل تشیع نے مارشل لاء کے ضابطوں کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے وفاقی سیکرٹریٹ پر قبضہ کرلیا اور اس وقت وہ وہاں سے پلٹے جب ان کا مطالبہ منظور کرتے ہوئے یہ حکم جاری کیا گیا کہ "اہل تشیع کیلئے جداگانہ زکوۃ آرڈیننس" نافذ کر دیا گیا ہے اس طرح ایک ہی ملک میں دو اذانوں، دو کلموں اور دو دینیاتوں کی طرح زکوۃ کے بھی دو قانون تسلیم کرلئے گئے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ملکی قانون کے مطابق انہیں زکوۃ دینے سے تو مستثنیٰ کر دیا گیا مگر خود ان کے ملکی خزانے سے زکوۃ لینے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔

اس ننگی شیعہ جارحیت وبربریت کے سامنے جب فوجی حکومت بھی بے بس ولاچار ہوگئی تو اس وقت اہل سنت کے چند "ہمدرد" علماء نے حکومتی ایماء پر (کیونکہ یہ حضرات سکرپٹ کے عین مطابق اپنا کردار ادا کرنے کے بعد پھر منظر عام پر بہت کم دیکھے گئے) 4 اگست 1985ء کو جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں ایک ملک گیر "سنی کنونشن" کے انعقاد کا اعلان کیا جسے کامیاب بنانے کیلئے علماء کرام

Scanned by CamScanner

نے مختلف اضلاع کے طوفانی دورے کئے ۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن (صدر لال مسجد علماء ایکشن کمیٹی) اور مولانا سید چراغ الدین شاہ (سر براہ اتحاد امت) جیسے ''ہمدرد'' علماء اس کنونشن کے منتظم اور میزبان تھے۔

اس ''سنی کنونشن'' میں مولانا سمیع الحق، مولانا اسفند یار خان، مولانا عبدالستار تونسوی اور مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ سمیت ملک بھر کے جید اور ممتاز علمائے کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی اسی کنونشن میں راقم الحروف کی امیر عزیمت کے ساتھ پہلی بالمشافہ ملاقات ہوئی ۔ پھر 8 اگست 1985ء تک مسلسل پانچ دن راولپنڈی، ہری پور، حویلیاں، ایبٹ آباد، مانسہرہ اور شنکیاری میں منعقدہ دینی تقریبات میں موصوفؒ کی معیت حاصل رہی ۔ یہ تعلق ان کی شہادت تک قائم رہا جو مشن و موقف کے ساتھ وابستگی کی حد تک الحمدللہ اب بھی قائم ہے۔

موصوفؒ ایک مرتبہ صبح صبح بغیر کسی پروگرام کے غریب خانے پر تشریف لے آئے اور عشاء کی نماز تک ٹھہرے رہے اس دوران مطالعہ کے علاوہ مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے رہے پھر ایک دوسرے موقع پر مولانا ابوالکلام آزاد کی سیدنا معاویہؓ کی توہین پر مبنی ایک تحریر سے متعلق حوالہ کی تلاش میں گورنمنٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد میں راقم کے پاس تشریف لائے اور الہلال میں دل آزار مضمون پڑھ کر برابر اظہار تأسف کرتے رہے۔

1987ء میں موصوفؒ جب حویلیاں میں تشریف لائے تو فرمایا کہ میں جھنگ سے یہاں تک جہاں جہاں ٹھہرا احباب سے نذیر احمد شاکر کی کتاب شمائل علیؓ (مشکلات حضرت مشکل کشا) کے متعلق دریافت کرتا رہا جسے بنیاد بنا کر غلام حسین نجفی نے صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ پر تحریراً و تقریراً خوب تبرا کیا لیکن افسوس وہ کتاب مجھے نہیں مل سکی۔ راقم نے عرض کیا کہ میرے پاس اس کا ایک نسخہ ہے اور حوالے کیلئے اس کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے فرمایا کہ وہ کتاب مجھے دے دیں میں کل راولپنڈی جا رہا ہوں دوران سفر مطالعہ کر کے اگلے دن ہری پور کے پروگرام میں واپس لوٹا دوں گا چنانچہ وہ کتاب ساتھ لے گئے اور حسب وعدہ واپس بھی کر دی بعد میں راقم کو اس بات کا شد

Scanned by CamScanner

یہ قلق رہا کہ مطلوبہ کتاب دیگر کتب کی طرح انہیں ہدیہ کیوں نہیں کی؟

سپاہ صحابہؓ کا قیام :

جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں سنی کنونشن کے انعقاد کے ایک ماہ بعد مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کے تحفظ اور اس ننگی شیعی جارحیت و بربریت کو روکنے کی خاطر 20 ذی الحج 1405ھ مطابق 6 ستمبر 1985ء بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد پپلیاں والی جھنگ صدر میں چند نوجوانوں پر مشتمل ایک تنظیم انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کی بنیاد رکھ دی۔ چار پانچ ماہ کے قلیل عرصے میں یہ تنظیم پورے ضلع میں سب سے بڑی تنظیم کے طور پر ابھر کر سامنے آئی نوجوانوں نے اپنے مؤقف کو ملک گیر بنانے کیلئے اپنے قائد کی سرپرستی میں 28 ربیع الثانی 1406ھ مطابق 10 جنوری 1986ء بروز جمعۃ المبارک جھنگ میں آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا جو بھارت میں شیخ الہندؒ سیمینار کی وجہ سے ملتوی ہوگئی پھر وہی کانفرنس 26 جمادی الثانی 1406ھ مطابق 7 فروری 1986ء بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوئی انتظامات اور مقصدیت کے اعتبار سے یہ کانفرنس زندگی بھر نہیں بھلائی جاسکتی۔

اس کانفرنس میں مولانا خواجہ خان محمد، مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اور مولانا عبدالغفور حقانی (جو شرکاء کانفرنس کے سخت دباؤ کی وجہ سے اسی دن عدالتی تعطیل کے باوجود ضمانت پر رہا کئے گئے تھے) کے علاوہ سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی جبکہ دیگر شرکاء کی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز تھی۔

اس کانفرنس میں مولانا عبدالستار تونسوی نے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کو "شیر اسلام" کا لقب دینے کے علاوہ خمینی کو مناظرہ کا چیلنج دیتے ہوئے حکومت سے درخواست کی کہ اگر وہ پاکستان نہیں آسکتے تو مجھے ایران بھجوایا جائے کانفرنس میں سپاہ صحابہؓ کے مؤقف پر مبنی نعروں سے فضا گونجتی رہی۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے اپنے خطاب میں یہ تجویز دی کہ "اگر کسی علاقے میں ایک سنی، شیعہ

Scanned by CamScanner

کے ہاتھوں قتل ہو تو دوسرے علاقے میں دس شیعہ افراد قتل کیے جائیں جس سے شیعہ کی جارحیت خود بخود رک جائے گی۔''

مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے مفصل خطاب میں کہا کہ ''ناموس صحابہؓ کے تحفظ کیلئے کسی قسم کی ''قربانی'' سے دریغ نہیں کریں گے۔کانفرنس کی آخری نشست سے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے اپنے مخصوص انداز میں اپنے مشن اور موقف پر مدلل اور مفصل روشنی ڈالی اس کانفرنس کے اثرات پورے ملک میں مرتب ہوئے اور مختلف مقامات پر سپاہ صحابہؓ کے یونٹ قائم ہونا شروع ہو گئے اس طرح جھنگ شہر سے ان کا دائرہ نہایت ہی سرعت کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔

مصائب و مشکلات اور مولانا کی استقامت

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی ''اقدامی'' حکمت عملی کی بناء پر جارح شیعہ ایک دفعہ پھر دفاعی حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا اور وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خوف و ہراس، قتل و غارت، پروپیگنڈے اور دہشت گردانہ و چھاپہ مار کاروائیوں پر اتر آئے۔امیر عزیمتؒ اور ان کے مخلص ساتھیوں کو قتل کے مقدمات سمیت دیگر بیسیوں جعلی مقدمات میں الجھا دیا گیا جن کے نتیجے میں وہ متعدد مرتبہ پابند سلاسل ہوئے جبکہ مختلف شہروں میں اس دوران ایک درجن سے زائد کارکنوں کی شہادت کے واقعات بھی رونما ہوئے۔

ضمانت پر رہائی کے بعد پھر اپنے مشن میں مشغول ہو گئے انہوں نے ملک بھر میں عموماً اور جھنگ میں خصوصاً نوجوانوں کے گروہ کو منظم کیا اور سپاہ صحابہؓ کے کفن بردوش جلوس نکالے۔ان کے مداحوں کی عقیدت اور سرگرمی کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ جب جیل میں جاتے تو پندرہ پندرہ دن تک جیل کے سامنے دیگیں پکتیں جن سے تمام قیدیوں، جیل کے عملے اور دیگر افراد کی دعوت کی جاتی۔نظر بندی کی مدت ختم ہونے پر یا ضمانت پر جب انہیں رہائی ملتی تو انہیں ہار پہنا کر جیل سے باہر لایا جاتا۔سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں نے گڑھ مہاراجہ کے کیس میں انہیں رہا کرانے کیلئے

Scanned by CamScanner

اے سی کو بھی اغوا کر لیا تھا۔ ایک مرتبہ رہائی کے موقع پر کارکنوں کے جذبات کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے امیر عزیمت کی وہ کار جس میں وہ سوار تھے اپنے کندھوں پر اٹھالی تھی۔ مولانا حق نواز شہید اعدائے صحابہؓ کے تعاقب میں کسی مداہنت، سیاست اور مصلحت بینی کے روادار نہیں تھے۔ انہیں مروجہ لادین سیاست میں بلند ترین مناصب اور نفع بخش سیاسی قیادت کی پیش کش کی گئی جس کے سامنے بڑے بڑے صاحبان دستار و جبہ کے قدم بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ انہیں ترغیب و ترہیب یعنی طمع و لالچ اور ڈرانے دھمکانے کے صدہا طریقوں سے آزمایا گیا مگر وہ جب کسی طرح بھی لادین مغربی سیاست اور جمہوریت زدہ فقیہ مصلحت بینی کے چنگل میں نہ رہ سکے تو انہیں تنہا چھوڑ دیا گیا مگر صد آفرین کہ انہوں نے اپنے مشن کی خاطر سب کچھ داؤ پر لگا دیا مگر حق وصداقت پر مبنی مؤقف سے سر مو نہ ہٹے۔ موصوفؒ کی سب سے بڑی خوبی ان کی جرأت و دلیری تھی فیاض حقیقی جل جلالہ نے انہیں بے پناہ جرأت اور شجاعت سے نوازا تھا، وہ جس مؤقف کو کتاب وسنت کی روشنی میں اپنا لیتے تو اس سے کسی صورت پہلو تہی نہ کرتے۔ وہ جس راستے پر چلنے کو حق سمجھ لیتے پھر کسی کی بات ماننا یا نہ ماننا کسی کا ساتھ دینا یا نہ دینا کسی کی ناراضگی یا رضامندی کسی تحسین یا ملامت حتیٰ کہ کوئی زلزلہ اور بھونچال بھی ان کے پائے استقامت میں کوئی لرزش نہیں ڈال سکتی تھی۔ انہیں گھٹنوں چونے کے ڈرموں میں کھڑا رکھا گیا تھانوں میں مادرزاد ننگا کر کے گھسیٹا گیا، طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں ان پر بارہا قاتلانہ حملے ہوئے متعدد مرتبہ پابند سلاسل رہے۔ کئی بار پولیس دیوار پھلانگ کر چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال کر کے ان کے چھوٹے سے گھر میں داخل ہوئی۔ اہل خانہ کی بے حرمتی کی گئی، مولانا کا لباس تار تار کیا گیا حتی کہ ایک بنیان اور دھوتی میں اٹھا کر لے جایا گیا۔ پھر نو ماہ تک مسلسل جیل میں رکھا گیا، یہ جیل بھی کوئی چشمہ کینال ریسٹ ہاؤس یا راول ڈیم ریسٹ ہاؤس جیسی "سب جیل" نہ تھی اور اس حقیقی جیل میں بھی ان کے ساتھ ڈاکوؤں، مجرموں اور قومی غداروں جیسا سلوک روا رکھا گیا۔ یہ تمام تکلیف مصائب اور صعوبتیں جھیلنے کے باوجود اپنے مؤقف پر سختی اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور اپنے عظیم مشن کو شب و روز قریہ قریہ اور شہر شہر پہچانے میں پہلے

Scanned by CamScanner

سے بھی زیادہ مستعدی سے سرگرم عمل رہے انہیں موت کا خوف کبھی بھی دامن گیر نہیں رہا انہوں نے متعدد مرتبہ عظیم الشان کانفرنسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں رب جلیل سے اپنی جان کا سودا کر چکا ہوں میں اپنے بیوی بچوں کو اللہ کے حوالے کر چکا ہوں میں نے تہیہ کرلیا ہے میں نے پختہ عزم کر رکھا ہے یا میں نہیں رہوں گا یا کوئی ایسا بد زبان نہیں رہے گا جو اصحاب پیغمبرؐ پر سب وشتم کرے ان پر کیچڑ اچھالے اور ان کی ردائے محفوظیت پر چھینٹے اڑائے۔ پھر وہ شرکاء کانفرنس سے استفسار کرتے کہ "لوگو اگر تمہارے بیوی بچے ہیں تو کیا میرے بیوی بچے نہیں۔ تم میٹھی نیند سونا چاہتے ہو کیا میں نہیں چاہتا تم عزت ومرتبت کے طلب گار ہو تو کیا میں اس کا طلب گار نہیں۔ تمہیں جیل جانے سے تکلیف ہوتی ہے کیا مجھے نہیں ہوتی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میں اکیلا ہی تڑپتا ہوں اور تم نہیں تڑپتے۔ میں باطل کو للکارتا ہوں تم اس سے صلح کرتے ہو۔ میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہوں اور تمہارے جسم پر موت کے خوف سے لرزا طاری ہو جاتا ہے امیر عزیمتؒ فرمایا کرتے تھے کہ "میں اتنی قربانیاں دوں گا اور باطل کے خلاف اس قدر بے جگری سے لڑوں گا کہ لوگوں کو اسلاف کی قربانیوں کا یقین آ جائے لوگ جان لیں گے کہ اگر کچھ لوگ قومیت کے نام پر خون دے سکتے ہیں، لسانی اور گروہی تعصبات کیلئے گردنیں کٹا سکتے ہیں۔ تو کچھ دیوانے ایسے بھی ہیں جو محض حق کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر سکتے ہیں۔

یقیناً موت ایک بھیانک لفظ ہے لیکن آج ایک آواز کہ "تم وطن کیلئے ہو تم قوم کیلئے ہو تم سیاسی جماعت کا اثاثہ ہو۔ جمہوریت کو تمہارے خون کی ضرورت ہے وغیرہ اگر موت کی تلخی کو دھو دیتی ہے اگر حب وطن کے منتر سے موت کی کلفت لذت بن جاتی ہے قوم اور جمہوریت کے نام سے مرگ کا پیالہ جب امرت بن جاتا ہے تمہارے لیے اگر اپنے سیاسی لیڈر کی خاطر اپنی قوم کی خاطر اپنے وطن کی خاطر حتیٰ کہ الیکشن مہم میں اپنے امیدواروں کی خاطر مرنا آسان تو پھر دنیا کو یہ پیغام کیوں نہیں سنایا جاتا کہ وطن اور قوم جس کیلئے ہے آسمان وزمین جس کیلئے ہے ذرہ سے لیکر آفتاب تک جس کیلئے ہے۔ (للہ ما فی السموت والارض) اس مقدس نام پر اس کا کلمہ سربلند کرنے کیلئے

Scanned by CamScanner

اس کے حبیبؐ اور ازواج مطہراتؓ و جان نثاران مصطفیٰ علیہ السلام کے ناموس کے تحفظ کیلئے مرنا کس قدر آسان ولذیز ہوگا اور اس کی روح کی بے تابی کا کیا حال ہوگا جمہوریت زدہ سیاسی، دینی طبقہ اسے شاعری سمجھے گا لیکن یہ بالکل سچ ہے کہ حق و باطل کے معرکوں میں اہل حق کیلئے اس ''پیغام ونداء'' نے ''موت کو جتنا شرین اور جتنا لذیز کر دیا تھا۔

ان معرکوں میں موت کیا تھی ایک تماشا تھا جس کا سب کچھ ہے اور جس کی طرف سب جارہے ہیں ۔(اناللہ وانا الیہ راجعون) اس کیلئے اسی کی طرف جانے کیلئے موت کی سواری کی تلاش کس بے تابی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ امیر عزیمتؒ اسی سواری کی تلاش میں حکومت اور اپنوں کی طرف سے رکاٹوں اور پابندیوں کے باوجود اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر بالخصوص 6 دسمبر 1985ء سے لے کر 22 فروری 1990ء تک ملک بھر میں مارے مارے پھرتے رہے۔ایک دفعہ چیچہ وطنی میں تقریر کا پروگرام تھا وہاں کے ناموافق حالات کے پیش نظر انتظامیہ نے ان پر پابندی لگا دی اور ان کی گاڑی کو شہر سے باہر روک کر احکامات سے مطلع کر دیا، موصوفؒ نے ان احکامات کی فوٹو کاپی کرانے اور منتظمین جلسہ سے معذرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ جب انتظامیہ کے متعلقہ افراد نے بد اعتمادی کا اظہار کیا تو انہوں نے سخت الفاظ میں کہا کہ میں تو چاہتا تھا کہ تمہارے احکامات پر عمل کر ہی لیا جائے مگر کیونکہ تم نے مجھ پر اعتماد نہیں کیا۔اس لیے اب یہ تقریر ضرور ہوگی۔ یہ کہہ کر واپس چلے آئے کمالیہ پہنچ کر گاڑی کو ایک کارکن کے گھر چھپا دیا اپنے احباب کو خاص ہدایات دے کر ریل اور بس کے ذریعے چیچہ وطنی پہنچنے کو کہا اور خود کشتی کے ذریعے رات پونے بارہ بجے دریا عبور کر کے کئی میل موٹر سائیکل پر طے کر کے پولیس کو چکمہ دینے کے بعد بالاخر جلسہ گاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ۔تقریر کے بعد پھر نامعلوم راستوں سے ہوتے ہوئے واپس جھنگ پہنچ گئے انہیں اس طرح کے واقعات میاں چنوں، گوجرانوالہ اور کئی دوسرے مقامات پر بھی پیش آئے۔

مشن جھنگویؒ کی تائید

گزشتہ سطور میں یہ بات گزر چکی ہے کہ سپاہ صحابہؓ کی تشکیل سے قبل جمعیت علماء اسلام درخواستی

Scanned by CamScanner

گروپ سمیت (اس وقت جمہور علماء دیو بند اسی گروپ کے ساتھ وابستہ تھے کیونکہ فضل الرحمٰن گروپ اقلیت میں تھا) علماء دیو بند کی دیگر تمام تنظیمیں 4 اگست 1985 میں جامع اسلامیہ راولپنڈی میں سنی کنونشن کے موقع پر شیعی سیلاب کو روکنے کیلیئے باہم متفق ہوگئی تھیں پھر سپاہ صحابہؓ کے قیام کے بعد 7 فروری 1986ء کو جھنگ میں منعقدہ آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس میں دیگر مشاہیر علماء دیو بند کے علاوہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بھی نا صرف شرکت کی بلکہ بعد از نماز جمعہ جلسہ عام سے خطاب کر کے واشگاف الفاظ میں ان کے مشن کی تائید بھی کی۔ امیر عزیمت ؒ کی گرفتاری کے بعد مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہ کی دعوت پر 11 جولائی 1987ء کو ملتان میں سنی کنونشن منعقد ہوا اس میں تمام اہم دینی جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے اور مشترکہ جدو جہد کیلیئے ایک سنی کمیٹی قائم کی۔

بعد ازاں جمعیت علماء اسلام درخواستی گروپ کی زیر میزبانی 10,11 جنوری 1988ء کو شیر انوالہ گیٹ لاہور میں مولانا اجمل خان کی زیر صدارت ایک قومی سنی کنونشن منعقد ہوئی جس میں ماسوائے مولانا فضل الرحمٰن چاروں صوبوں قبائلی علاقہ جات اور آزاد کشمیر سے سپاہ صحابہؓ سمیت تمام اہم دینی تنظیموں اور سر کردہ شخصیات نے شرکت فرمائی اس قومی سنی کنونشن میں متفقہ طور پر متحدہ سنی محاذ پاکستان کا قیام عمل میں لا کر ملک کی ممتاز عالمی شخصیت مولانا مفتی احمد الرحمانؒ مہتمم جامعہ دار العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو امیر مولانا زاہد الراشدی رابطہ سیکرٹری اور قاری حنیف جالندھیری کو ڈپٹی رابطہ سیکرٹری کے طور پر منتخب کیا۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے متحدہ سنی محاذ کے نومنتخب امیر مفتی احمد الرحمٰن صاحب نے کہا کہ ہم اپنے جائز حقوق مانگ رہے ہیں اور کسی قسم کا تشدد نہیں چاہتے۔ تشدد ہمارے خلاف ہو رہا ہے۔ اسے حکومت کی پشت پناہی حاصل ہے اس لیے اگر حکومت نے روش تبدیل نہ کی تو حالات کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیعہ جارحیت کا مسئلہ اب فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں رہا بلکہ خالص سیاسی مسئلہ بن گیا ہے کیونکہ ایرانی انقلاب کے بعد ایران کی مذہبی قیادت ارد گرد کے

Scanned by CamScanner

ممالک میں شیعہ اقلیت کو منظم مسلح کر کے ہنگامے کروارہی ہے اور ایرانی انقلاب کا دائرہ وسیع کرنے کیلئے تشدد اور دہشت گردی کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ نا صرف پاکستان بلکہ جنوبی ایشاء، مشرق وسطی کی تمام مسلم ریاستوں کو ایرانی دہشت گردی کا سامنا ہے اور اس کے سد باب کیلئے مشترکہ جدو جہد وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کی پیش کردہ قرار دادیں

کنونشن میں قاری حنیف جالندھری کی طرف سے پیش کردہ قراردادوں کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا ہے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ محرم الحرام اور صفر کے دوران بد امنی اور فساد کا باعث بننے والے جلسوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

۲۔ کیونکہ شیعہ حکومت کو زکوۃ نہیں دیتے اس لیے زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں اور متعلقہ محکموں سے شیعہ ارکان افسران کو فی الفور الگ کیا جائے اور جب وہ زکوٰۃ نہیں دیتے تو شیعہ اداروں اور افراد کو بھی زکوۃ نہ دی جائے بالخصوص شیعہ ادارہ فاطمیہ ٹرسٹ کیلئے زکوٰۃ فنڈ سے مخصوص کی گئی ایک کروڑ روپے کی امداد منسوخ کی جائے

۳۔ اعلیٰ ملازمتوں اور کلیدی اسامیوں میں شیعہ ملازمین کو ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق جگہ دی جائے۔

۴۔ زکوۃ وعشر کی جگہ شیعہ آبادی پر متبادل ٹیکس عائد کیا جائے۔

۵۔ صحابہ کرامؓ کی توہین اور تنقیص پر مشتمل لٹریچر ضبط کر کے مؤلفین ومترجمین وناشرین کے خلاف کاروائی کی جائے اور تحفظ ناموس صحابہؓ واہلبیتؓ آرڈیننس کو مؤثر طور پر نافذ کیا جائے

۶۔ قرآن کریم کی حفاظت اور اشاعت کی کمیٹیوں سے شیعہ ارکان کو الگ کیا جائے۔

۷۔ عالم اسلام ایرانی عازمین حج کی طرف سے حرمین شریفین میں خون ریزی اور بدامنی کی

Scanned by CamScanner

کاروائیوں کا نوٹس لے اور حرمین شریفین میں فسادیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

۸۔ قیام پاکستان کی بنیادی مقصد کی تکمیل اور نفاذ اسلام کیلئے ملک کی اکثریتی سنی آبادی کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے فقہ حنفی کو بطور واحد پبلک لاء نافذ کر کے جمہوری اصولوں کا احترام کیا جائے

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ص 10-4-22 جنوری 1988ء ایران میں خالص شیعہ انقلاب کے بعد عالم اسلام کی ممتاز علمی دینی شخصیت مولانا محمد منظور نعمانی نے پیرانہ سالی میں انتہائی ضعف اور کمزوری کے باوجود اپنی عظیم تصنیف ایرانی انقلاب اور خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ کی اشاعت کو بقول خود نہ صرف وقت کا اہم فریضہ جانا بلکہ بعض خاص وجوہات سے اپنے حق میں فرض عین سمجھا۔

مؤخر الذکر کتاب کو ماہنامہ الفرقان، ماہنامہ بینات اور ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ نے خصوصی اشاعت اور شعیت نمبر کے طور پر شائع کیا۔شیعہ فرقہ اثنا عشریہ کی تکفیر کے بارے میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کے مرتب کردہ استفتاء پر ہندوستان میں مفصل جواب محدث جلیل علامۃ العصر مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی صاحب نے مدلل طور پر تحریر کیا جبکہ پاکستان میں مفتی اعظم مولنا ولی حسن صاحب کو اس فرقہ کے کفر کو بے نقاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برطانیہ میں مقیم سینکڑوں جید اور ممتاز علمائے کرام نے اس متفقہ فتویٰ کی تائید کی۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولنا محمد منظور نعمانی ؒ کی اس عظیم تالیفی کاوش کو بجا طور پر پندرہویں صدی کے اوائل کا تجدیدی کارنامہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

’’عام غلط فہمی یہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اسلام کے اندر مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے یہ غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ شیعہ مذہب پر تقیہ کی سیاہ چادر تنی رہی ورنہ شیعہ مذہب نہ صرف یہ کہ بے شمار ضروریات دین اور متواترات اسلامی کا منکر ہے بلکہ اس کا کلمہ بھی جو دین کی اولین اساس ہے مسلمانوں سے الگ ہے اور قرآن کریم جو دین کا سرچشمہ ہے یہ اس کی تحریف کا بھی قائل ہے جس گروہ کا کلمہ او۔

Scanned by CamScanner

قرآن تک مسلمانوں سے الگ ہوان کو مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے"

ماہنامہ بینات و ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ شیعیت نمبر تحت بصائر وعبر۔

مفتی نظام الدین شامزی کا عظیم فتویٰ

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ تو ایسے کافروں کی عیادت و تعزیت اور ان کے ساتھ سماجی تعلقات رکھنے کے بھی روادار نہیں چنانچہ وہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

"اگر کسی کافر کے ساتھ سماجی تعلقات رکھنے میں یہ خطرہ ہو کے عام مسلمان دھوکے میں مبتلا ہو کر ان تعلقات کی وجہ سے ان کو بھی مسلمان سمجھنے لگ جائیں گے جیسے قادیانی یا شیعہ عام طور پر اس قسم کے تعلقات سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اپنے غلط عقائد کی تبلیغ بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے سامنے ان تعلقات کو دلیل کے طور پر پیش کر کے اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں حالانکہ ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے اگر کوئی ایسی صورتحال ہو تو پھر سماجی اور معاشرتی تعلقات رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان تعلقات سے دین کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے کفر کو تسلیم بھی نہیں کرتے بلکہ اسلام کے دعویدار ہیں نیز یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ذمی بن کر نہیں رہتے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے یا ان کے ساتھ سماجی اور معاشرتی تعلقات رکھے جائیں اس لیے یہ کفار محاربین کے حکم میں ہیں" (ماہنامہ بینات ص 26 دسمبر 1991ء)

ایرانی انقلاب کے بعد مولانا عبدالقادر آزادؒ خطیب شاہی مسجد لاہور اور صدر مجلس علماء پاکستان بھی اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے اس فتنے کو الفتنۃ الخمینیۃ، الفتنۃ الکبریٰ، الفتنۃ العظیمۃ، الفتنۃ الوبائیۃ اور الفتنۃ المشؤمۃ جیسے الفاظ سے موسوم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"انہی اسلام دشمنوں میں سے ایک خمینی بھی ہے جو اس دور کے دشمنان صحابہؓ کا سربراہ اور مقدمۃ الجیش ہیں جنہوں نے اپنے عقائد کی ترویج کے لبادے میں دین اسلام پر کاری ضرب لگائی ہے اور اپنی اسلام دشمنی اور بغض صحابہؓ کے عقیدے کو وحدت و اتحاد کے پروپیگنڈوں میں چھپانے کی کوشش کی ہے۔ خمینی کی موجودہ تحریک اہل سنت کی نیست و نابودی کی ایک خفیہ سازش ہے آخر میں

Scanned by CamScanner

تمام مسلمانوں سے استدعا ہے کہ خمینی جیسے تقیہ صفت مکاروں کے پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں یہ دشمنان اسلام کے ایجنٹ اور رسول اکرمؐ، صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کے مخالف ہیں۔

لیکن انتہائی افسوس ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے سربراہ اور ان کے علماء اس وبائی فتنہ سے مکمل طور پر غافل ہیں اور جس نے سب سے پہلے اس فتنے کو سمجھا وہ مصر کے انوار السادات تھے"

(خمینی اپنی کتابوں اور عقائد کے آئینے میں ص 24،4 الفتنہ الخمینیہ ص 1)

مولانا جھنگویؒ کی انفرادیت

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے نہ صرف مفتیان کرام اور اکابر امت کے اس متفقہ فتویٰ کو اپنی تقاریر کے ذریعہ ہر خاص و عام تک پہنچایا بلکہ شیعیت کے تاریخی دجل کو بھی اپنے مخصوص انداز میں نہایت ہی مضبوط استدلال کے ساتھ طشت از بام کیا۔ علماء کرام اور مفتیان عظام کانفرنس کر کے اور فتویٰ دے کر اپنی دینی اور شرعی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو گئے لیکن امیر عزیمت نے اپنا تن، من، دھن اس مشن پر قربان کر دیا۔ انہوں نے فن خطابت کو ایک منفرد انداز بخشا وہ میدان خطابت میں اپنی قلندرانہ اور مجاہدانہ شان کے ساتھ نہایت ہی جرأت و بہادری اور پورے طمطراق و جاہ وجلال کے ساتھ اترتے۔ وہ جب اپنے مخصوص انداز کے ساتھ لوگوں سے مخاطب ہوتے تو خود بخود مردہ جذبات بیدار ہو جاتے تھے اور خوابیدہ عزائم انگڑائیاں لینے لگتے تھے۔ ان کی خطابت میں ان کا دل سلگتا اور خون بولتا تھا۔ وہ آگ نہیں شعلے برسایا کرتے تھے۔ وہ لگی لپٹی رکھنے کے عادی نہ تھے۔ کاتمین حق اور درباری مولویوں پر وہ دو حرف بھیجتے تھے۔ خوشامدانہ انداز سے وہ کوسوں دور تھے۔ ان کے لہجے کی کاٹ تلوار سے بھی زیادہ تیز تھی۔ وہ بغیر کسی تصنع کے خود بھی تڑپتے اور دوسروں کو بھی تڑپاتے تھے۔ انہیں سیاسی مصلحتیں، معاشی حالات، اپنوں کی ناراضگی، غیروں کا غضب، اقتدار کا خوف، وڈیروں کی سازشیں اور قید و بند کی صعوبتیں اپنا مؤقف دو ٹوک انداز میں بیان کرنے سے روک نہیں سکتی تھیں۔ ان کا خمیر صحابہؓ کی عظمت و محبت سے اٹھایا گیا تھا۔ وہ جب بڑے سوز اور درد کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عظمت اور مظلومیت کو بیان کرتے ہوئے امی امی پکارتے تو

Scanned by CamScanner

فضا سسکیوں اور چیخوں سے معمور ہو جاتی تھی۔ اپنے پیارے بیٹے اظہار الحق جھنگوی شہید کو سینے تک اٹھا کر فرماتے کہ امی اگر آپ کی عزت و ناموس کی خاطر مجھے یہ بیٹا دینا پڑا تو قربان کر دوں گا یہ سن کر مجمع کی چیخیں نکل جاتیں اور لوگ زار و قطار روتے رہتے۔

وہ اکثر اپنی تقاریر میں کہتے تھے کہ مولویت ٹاؤٹی کا نام نہیں، مولویت کاسہ لیسی کا نام نہیں، مولویت رشوت خوری اور دلالی کا نام نہیں، مولویت مصلحت پسندی اور عقیدے اور مذہب کو بیچنے کا نام نہیں بلکہ مولویت مجدد الف ثانیؒ کی یلغار کا نام ہے۔ مولویت شاہ ولی اللہ کے تفکر کا نام ہے۔ مولویت شاہ اسماعیل شہید کے جہاد کا نام ہے مولویت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کا نام ہے۔ مولویت حسین احمد مدنی کی جرأت و شجاعت کا نام ہے تم چند ٹاؤٹوں کو جنہوں نے داڑھیاں رکھ لی ہیں ان کو مولوی مت سمجھو حقیقتاً ان کا مولویت اور دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولوی، مولوی ہو اور دین بیچے، مولوی ہو اور رشوت خوری اور دلالی کرے، مولوی ہو اور ڈپٹی کمشنر کا ٹاؤٹ بنے۔ میں اسے دین کا ننگا اور اسلام کا غدار تصور کرتا ہوں اسے مولوی کہنا حرام سمجھتا ہوں۔

امیر عزیمتؒ ایک موقع پر اہل سنت کو جھنجوڑتے ہوئے فرمایا کہ آج کی تاریخ نوٹ کیجئے اگر سنیت بیدار نہ ہوئی تو وہ دن آنے والا ہے جب تم اقلیت میں ہو گے اور شیعہ اکثریت میں ہو گا۔ تاریخ کا مطالعہ کیجئے ایران امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ نے فتح کیا تھا لیکن آج وہاں شیعہ اکثریت میں ہیں۔ ہائے سنیت مٹ گئی شیعت چھا گئی۔ آپ بتلائیں خدارا دیوبندیت بتلائے۔ بریلویت۔ غیر مقلدیت بتلائے اور سنیت کے نام سے پلنے والی نسل تم بتلاؤ رب ذو الجلال کی قسم یہ بتلاؤ تم میں غیرت کتنی ہے تمہاری زندگی میں ابوبکرؓ و عمرؓ کا شیطان سے بڑا جہنمی ہونا لکھا جائے اور تم زندہ ہو وہ قوم دھنس کیوں نہیں جاتی اور آسمان ٹوٹتا کیوں نہیں؟ اس زمین میں یہ قوم غرق کیوں نہیں ہو جاتی جس کی زندگی میں یہ بکواس ہو اور وہ کوئی لائحہ عمل تیار نہ کرے؟

میں آج اپنی سنی قوم کو غیرت دلانے آیا ہوں۔ سنی بچے تیری ماں کے دودھ کا واسطہ دے کر تیری غیرت کو للکارتا ہوں کہ سر پر کفن باندھ میدان میں آ۔ اور اس کفر کا راستہ روک لے۔

Scanned by CamScanner

صوفیو! مولویو! مرشدو! تم بتاؤ کہ اس کفر کے خلاف زبان بند کرنا بے غیرتی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ تمہاری مائیں محفوظ، تمہاری بہنیں محفوظ، تمہاری بیٹیاں محفوظ، ہائے یار و صحابہؓ ہی لاوارث رہ گئے کہ چودہ سو سال بعد ان کی ماں کو گالی دی جائے اور تم لمبی چادر تان کر سو جاؤ سنی بچو! یا ہم مٹ جائیں یا صحابہؓ کے دشمن سے دھرتی کو پاک کر دیں۔

امیر عزیمتؒ ایک تربیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام وظیفوں کے ساتھ ایک وظیفہ یہ بھی ہے۔ صدیق اکبرؓ کے دشمن کو کافر سمجھنا ایمان ہے اور اس کو مومن سمجھنا کفر ہے۔ اگر آپ صدیق اکبرؓ کی صحابیت کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تو میں تمہیں مسلمان سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ ایک بات بطور تحدیث نعمت کہتا ہوں کہ

سٹیج پر شیعہ کے کفر کو اعلانیہ امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوئیؒ کے بعد اس برصغیر میں حق نواز نے بیان کیا ہے اور اس راہ میں جتنی مشکلات آئی ہیں برداشت کی ہیں یہ لفظ کہنا آسان نہیں تھا۔ سٹیج سمجھ کر کہا ہے قرآن و سنت کے دلائل کی روشنی میں کہا ہے کہا تھا۔ کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا کہ شیعہ کل بھی کافر تھا، شیعہ آج بھی کافر ہے قیامت کی صبح تک کافر رہے گا۔

تمام علماء نے رئیس المناظرین علامہ محمد منظور نعمانی کے استفسار کے جواب میں شیعوں کو کافر تحریر کیا ہے۔ پاکستان بھر کے مقتدر علماء کرام ان کے کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام فضل الرحمٰن گروپ کے سربراہ مولانا خواجہ عبدالکریم پیر شریف شیعوں کے کفر پر دستخط کر چکے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ خانقاہ سراجیہ کے جانشین مولانا خان محمد شیعوں کے کفر پر دستخط کر چکے ہیں اللہ مولانا محمد منظور نعمانی کو سلامت رکھے (موصوفؒ اس وقت بقید حیات تھے) جنہوں نے پندرہویں صدی میں بڑے بڑے علماء کی گردنیں جھکا چھوڑی ہیں کہ شیعیت کفر کا نام ہے ہم اسی فتویٰ کو ہتھکڑی پہن کر بیان کر رہے ہیں۔ ہم اسی فتویٰ کو مقدمات برداشت کر کے بیان کر رہے ہیں۔ ہم نے کوئی شدت پیدا نہیں کی ہم نے کوئی نیا راستہ اختیار نہیں کیا شیعہ اگر کافر نہیں تو میں آج رک جاتا ہوں۔ اگر شیعہ کافر ہیں اور یقیناً کافر ہیں اور شیعہ کے متعلق علماء کا فتویٰ بھی یہی ہے تو

Scanned by CamScanner

میری زبان کٹ سکتی ہے، جان جاسکتی ہے، کلیجہ نکالا جاسکتا ہے قتل کیا جاسکتا ہے گھر برباد کیا جاسکتا ہے، بچے قربان کراسکتا ہوں لیکن شیعہ کو دجال کہنے سے شیعہ کو کافر کہنے سے باز آیا تھا نہ باز آؤں گا۔

لوگ آواز بلند کرتے ہیں کہ عورت مملکت کی سربراہ بن گئی۔ ظلم ہو گیا۔ میں بھی کہتا ہوں کہ ظلم ہو گیا لیکن عورت، عورت میں فرق ہے ایک عورت مسلمان ہو کر سربراہ ہوں ایک عورت عورت ہونے کے ساتھ کافرہ بھی ہو یہ دگنا ظلم ہے بے نظیر صرف عورت ہی نہیں شیعہ عورت ہے عام شیعہ نہیں ایرانی النسل ہے۔ شیعہ عقائد کی بنیاد پر بے نظیر کافرہ عورت ہے۔ ڈر کر نہیں کہتا رب پر بھروسہ کر کے جرأت، دلیری، بہادری کے ساتھ کہتا ہوں کہ بے نظیر کا تختہ الٹ دینا فرض عین ہے۔ اگر بے نظیر شیعہ نہیں تو تردید کرے اس کا نکاح ایرانی رسم ورواج کے مطابق کیوں ہوا تھا؟ اس کا نکاح شیعہ فقہ کے مطابق کیوں ہوا ہے؟ ایران کے آئین میں خمینی نے تحریر کیا ہے کہ ایران کا صدر اور وزیر اعظم صرف شیعہ اثنا عشریہ ہو سکتا ہے، سنی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اگر ایران میں میرا سنی مسلمان بھائی صدر اور وزیر اعظم نہیں بن سکتا تو پاکستان کے سنیوں تم ہی بے غیرت ہو کہ تم نے پاکستان میں شیعوں کو کلیدی عہدے سونپ رکھے ہیں۔ اٹھو، شیعوں کو اقتدار سے دور کر دو۔ اٹھو شیعوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کر دو یہ میرا اور آپ کا بنیادی حق ہے یہاں سنیوں کی اکثریت ہے لہذا اسے سنی اسٹیٹ ہونا چاہئے صدر اور وزیر اعظم سنی ہونے چاہئیں۔

امیر عزیمت ؒ نے اپنی تحقیق کے مطابق بے نظیر کو شیعہ قرار دیا ہے اور اس نے بھی اپنے نکاح سے متعلق مذکورہ اشکالات کا جواب نہیں دیا البتہ اس نے اپنے شیعہ ہونے کی تردید کی ہے اور سنی ہونے کا اقرار کیا ہے اس نے اپنی آخری کتاب مفاہمت اسلام جمہوریت اور مغرب میں یہ اقرار کیا ہے کہ میں اور میرے والد سنی تھے جبکہ میری ماں شیعہ ہے اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی ایک دوسری کتاب ڈاٹر آف ایشیاء میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں اپنی ماں کے ساتھ شیعہ مجالس میں شرکت کرتی رہی ہوں (بحوالہ روزنامہ خبریں 28 جون 1993ء)

Scanned by CamScanner

آصف زرداری کے شیعہ ہونے پر بے نظیر بھٹو کی گواہی

امیر عزیمت ؒ کی شہادت کے بعد بے نظیر بھٹو نے جب 1993ء میں دوبارہ وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالا تو ان کے دور میں ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے 15 مارچ 1995ء کو سفارت اسلامی جمہوریہ ایران اسلام آباد میں قاضی حسین احمد، حافظ حسین احمد، پیر آصف گیلانی، ساجد نقوی آغا مرتضیٰ پویا اور سینئر سید محمد جواد ہادی کی موجودگی میں شیعہ، سنی علماء کرام اور مشائخ عظام کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہ انکشاف کیا کہ: کل آپ کی وزیر اعظم مجھ سے کہہ رہی تھیں میری والدہ اور شوہر شیعہ ہے جبکہ میں خود سنی ہوں جب ایک گھر میں ہم متحد ہو کر رہ سکتے ہیں تو ایک شہر یا ملک میں لوگ اس طرح کیوں نہیں رہ سکتے؟

(ماہنامہ وحدت اسلامی ص 19 مارچ 1995ء سفارت اسلامی جمہوریہ ایران اسلام آباد) بے نظیر بھٹو کی گواہی سے آصف علی زرداری کا شیعہ ہونا واضح ہو گیا ہے علاوہ ازیں آصف علی زرداری کی حقیقی ماں مشہور شیعہ رہنما سندھ کے سر سید اور سندھ مدرسۃ الاسلام کے بانی حسن علی آفندی کی لڑکی ہے جبکہ سوتیلی ماں بطرس بخاری اور آل انڈیا ریڈیو اور ریڈیو پاکستان کے سینئر براڈ کاسٹر زیڈ اے بخاری کی بہن ہے۔

(بحوالہ روزنامہ ایکسپریس 15 فروری 2008ء)

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ کم از کم آصف علی زرداری کے شیعہ ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہو سکتا لیکن یہ بات ضرور باعث تعجب ہے کہ آصف علی زرداری جمعیت علمائے اسلام (س) اور (ف) کے قائدین مولانا سمیع الحق اور مولانا فضل الرحمٰن کی بھرپور اور اعلانیہ حمایت و اعانت سے صدر پاکستان منتخب ہوئے ہیں اور جمعیت علمائے اسلام کے ممبران صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ کے باقاعدہ طور پر شیعہ امیدوار کے حق میں اپنے ووٹ استعمال کر کے مولانا منظور نعمانیؒ، ان کے تصدیق کنندگان اور شہدائے ناموس صحابہؓ کی ارواح کو خوب تڑپایا ہے

اک طرز تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اک عرض تمنا ہے سو وہ ہم کرتے رہیں گے

Scanned by CamScanner

مقام شکر ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ پہلے ہی جام شہادت نوش کر گئے اور متحدہ مجلس عمل کی تشکیل، اس کا پانچ سالہ دور حکومت اور سانحہ لال مسجد جیسے مناظر نہیں دیکھے ورنہ ان کے ٹارگٹ کلنگ کی نوبت ہی نہ آتی۔ سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور کارکنان نے تو بڑی قربانیاں دے کر علمائے دیوبند کے تقوے اور فتوے کی لاج رکھی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ صاحبان دستار و جبہ اور علماء اسلام نے نہ صرف خود اپنے فتوے کی اپنے قول و عمل سے تردید کی بلکہ انہوں نے اپنے اکابر کے فتوے کے دھجیاں بھی فضا میں بکھیر دیں۔

خمینی حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی ایرانی شیعی انقلاب کو دیگر اسلامی ممالک اور بالخصوص پاکستان میں منتقل کرنے کا اعلان کیا تھا جس سے دنیا بھر کے اہل تشیع میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی اور وہ اس اعلان کو عملی صورت دینے کیلئے تگ و دو میں پوری طرح جت گئے یہ صرف اور صرف سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور کارکنان کی بے پناہ جدوجہد اور قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج 10 جنوری 2009ء تک جبکہ ایران میں خمینی انقلاب برپا ہوئے تیس سال گذر چکے ہیں یہ منحوس انقلاب نہ صرف پاکستان بلکہ کسی بھی دوسرے اسلامی ملک میں منتقل نہیں کیا جا سکا البتہ یہ ضرور ہوا کہ خود ایران میں بھی اس کی جڑیں اب کھوکھلی ہو چکی ہیں۔

سراغ رساں باپ کا سراغ رساں بیٹا

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے والد ولی محمد صاحبؒ اپنے دور کے مشہور کھوجی تھے وہ پاؤں کے نشانات دیکھ کر چوروں اور مجرموں کا سراغ لگا لیا کرتے تھے مشہور عربی مقولہ ہے (الولد سرلابیہ) (بعض لوگ اس کو حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ اور اس کے ہم معنی ساری روایتیں بے اصل اور جعلی ہیں) یعنی بیٹا اپنے باپ پر ہی جاتا ہے اس اعتبار سے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ بھی اپنے دور کے عظیم کھوجی تھے انہوں نے کھوج کے ایسے اصول اور انمٹ علامات و نشانات بتائے کہ

قیامت تک کوئی چور پردہ خفا میں نہیں رہ سکتا۔

Scanned by CamScanner

حضرتؒ کے والدؒ نے تو صرف مال چرانے والوں کی کھوج لگائی تھی جبکہ عظیم بیٹے نے دین میں نقب لگانے والے دشمنان صحابہ واہل بیتؓ کے نقش پا کی ایسی نشاندہی کی کہ وہ نہ تو کسی امام باڑے میں چھپ سکتے ہیں اور نہ ہی ایوان صدر میں یہ بھی بڑا عجیب اتفاق ہے کہ امیر عزیمتؒ کے والد ولی محمدؒ جب نماز کی ادائیگی کے دوران حالت سجدے میں فوت ہوئے تو ان کا گھوڑا ایک غریب آدمی کا سامان چرانے والے چوروں کا سراغ لگانے کیلئے تیار کھڑا تھا۔

اسی طرح عظیم بیٹے کی کار بھی شہادت سے پہلے مرکز اسلام، دین اسلام گواہان اسلام اور خلافت راشدہ کی عمارت میں نقب لگانے والے چوروں کی کھوج لگانے کیلئے شورکوٹ روانگی کی خاطر بالکل تیار کھڑی تھی۔

شہادت

امیر عزیمتؒ اس راستے کے انتخاب سے پہلے اس کے انجام سے بھی بخوبی آگاہ تھے جسے اس بات کا خوف ہوتا ہے وہ اس وادی میں قدم ہی نہیں رکھتا البتہ وہ شہادت کی موت کی تمنا و دعا ضرور کرتے رہے، میانوالی جیل میں دوران اسیری نماز تہجد کے بعد یہ دعا کرتے کہ اے اللہ اگر موت دینی ہے تو شہادت کی موت ہی دینا ایام اسیری میں اکثر اپنے احباب سے شعر سنا کرتے تھے اور ان کے اصرار پر وہ خود ایک ہی شعر سناتے

چراغ زندگی ہوگا فروزاں ہم نہیں ہوں گے　　چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے
ہمارے بعد ہی خون شہیداں رنگ لائے گا　　یہی سرخی بنے گی زیب عنواں ہم نہیں ہوں گے
نہ تھا اپنے نصیبے میں طلوع مہر کا جلوہ　　سحر ہو جائے گی شام غریباں ہم نہیں ہو گے

شاعر انقلاب (طاہر جھنگوی برادران)

بالآخر وہ اندوہ گین قیامت خیز گھڑی اور وقت موعود آ ہی گیا جو ہر ذی روح پر آنا مقدر ہے کہ 26 رجب المرجب 1410ھ مطابق 22 فروری 1990ء شب جمعہ بوقت آٹھ بجے اپنی ہائش گاہ کے دروازے پر اہل سنت کا بے تاج بادشاہ، امیر عزیمت، شیر اسلام، وکیل صحابہ واہل بیتؓ اور

سپاہ صحابہؓ کے بانی وسرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ بعمر 38 برس کافر وظالم اور وحشی وسفاک قاتلوں کی گولیوں کا نشانہ بنا کر جام شہادت نوش کر گئے

(انا للہ و انا الیہ راجعون)

عاش سعیداً ومات شہیداً

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیر ندیدیم کہ بہار آخر شد

قتل کے بعد 17 گھنٹوں تک پوسٹ مارٹم کی آڑ میں نعش ورثا کے حوالے نہیں کی گئی بعد ازاں اسلامیہ ہائی سکول کے وسیع گراؤنڈ میں احتجاجی جلسہ عام کے بعد بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ کی زیر امامت نماز جنازہ ادا کی گئی جگہ ناکوں، پابندیوں اور سارا شہر سیل ہونے کے باوجود نماز جنازہ کا اجتماع جھنگ کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔

نماز جنازہ کے بعد 27 رجب کی شب (یعنی شب معراج بشرط صحت روایت) جامعہ محمودیہ میں تدفین عمل میں لائی گئی اس طرح موصوف اپنی دعا و آرزو کے مطابق اور تادیر خواہش کے بسد شہادت کے بلند رتبے سے سرفراز ہو کر ان کے ہاں پہنچ گئے جن کے دفاع میں ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف ہوتا تھا۔

مت سوچ جھنگوی ؒ نہیں ارباب وطن میں یہ دیکھ فضا شعلہ فشاں ہے کہ نہیں ہے

جو آگ سلگتی رہی اس شیر کے دل میں اس آگ سے ہر روح تپاں ہے کہ نہیں ہے

آہ آج اٹھارہ سال کے بعد بھی بزم عرفان سونی ہے محراب انسانیت بے نور ہے مسند خطابت کی رونق جا چکی ہے جو جانتے ہیں انہیں تو بتانا کیا اور جو نہیں جانتے انہیں کیسے بتایا جائے کہ اس ایک شیر جانباز سے محروم ہو کر ہم کس دولت سے محروم ہو گئے۔

آہ وہ اسلاف کی جیتی جاگتی یادگار وہ مجسم زہد و ایثار وہ پیکر غیرت وحمیت وہ کوہ

Scanned by CamScanner

استقامت جسے دیکھ کر ایمان کے بجھے ہوئے ذرات میں تازگی پیدا ہوتی تھی جس کا قرب پا کر دلوں میں ذوق عمل اور تعلق باللہ کی امنگ بیدار ہوتی تھی جس نے گوشہ خلوت میں بیٹھ کر نہیں بلکہ کارزار حیات کے ان میدانوں میں رہ کر اپنے دامن تقدس کو بے داغ رکھا۔ جس نے عصر حاضر میں عزیمت واستقامت کی ان مثالوں کو دہرایا جو ارباب عزیمت کی تاریخ میں امام مالکؒ وامام احمدؒ اور دیگر اکابرینؒ نے نقش کی ہیں یہ شاعری یا عقیدت کی کرشمہ کاری نہیں بلکہ حقیقت کا جچا تلا اظہار اور واقعات ومشاہدات کے حقیقی تاثرات ہیں اور جس شخص نے بھی کھلے دل کے ساتھ موصوفؒ کی کتاب حیات دیکھنے کا کچھ موقع پایا ہو وہ یہ اعتراف کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

فمنھم من قضیٰ نحبہ

اگر چہ امیر عزیمتؒ کی شہادت کے بعد گزشتہ اٹھارہ برسوں میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں ان کا عظیم ترکہ یعنی (سپاہ صحابہؓ) اپنوں کی اعانت سے ظالم حکمرانوں نے غصب کر لیا بعد ازاں ملت اسلامیہ بھی پابندی کی زد میں آ گئی مگر اس کے باوجود ان کے مخلص جانشین مؤرخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ، جرنیل اول مولانا قاری ایثار القاسمی شہیدؒ، جرنیل سپاہ صحابہؓ وجبل استقامت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ، شہزادہ سپاہ صحابہؓ علامہ شعیب ندیم شہیدؒ، مولانا عبداللہ شہیدؒ، مولانا یوسف مجاہد شہیدؒ اور دیگر سینکڑوں علماء وکارکنان جان کی بازی لگا کر سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 23 فمنھم من قضیٰ نحبہ کا مصداق ہو گئے۔

ومنھم من ینتظر

جبکہ مناظر اسلام امام اہلسنت حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری، مناظر اسلام استاذ العلماء مولانا عبدالستار تونسوی صاحب، جانشین اعظم طارق مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی، برادر اعظم طارق مولانا عالم طارق، خلیفہ عبدالقیوم صاحب، حاجی غلام مصطفیٰ جدون صاحب، مولانا علامہ عبدالغفور ندیم صاحب، حاجی نواز خان، مولانا اورنگزیب فاروقی صاحب، مولانا رب نواز طاہر صاحب، مولانا معاویہ اعظم طارق

Scanned by CamScanner

صاحب، مولانا ریحان فاروقی صاحب، مولانا فیاض الحسن فاروقی صاحب، مولانا اسلام الدین عثمانی صاحب، اوران کے علاوہ امیر عزیمتؒ کے حقیقی بیٹے حسنین معاویہ اور مسرور نواز صاحب اور دیگر احباب اپنی اپنی باری کے انتظار کے ساتھ ساتھ اس عظیم مشن کو نامساعد حالات میں بھی جاری رکھے ہوئے ہیں

امیر عزیمتؒ نے تحفظ ناموس صحابہؓ کے جس مقدس مشن کی خاطر شب و روز محنت کی اور آگ اور خون کے سمندر سے گزر کر ایثار و قربانی کی جن عظیم روایات کو زندہ کیا وہ مشن یقیناً زندہ ہے اور جب تک یہ مشن زندہ ہے امیر عزیمتؒ کی خدمات اور ایثار و قربانی کی روایات اور نام بھی زندہ رہے گا۔

جب تک سورج چاند رہے گا جھنگویؒ تیرا نام رہے گا۔ تو اصحابؓ کا دیوانہ تھا سنی تیرا غلام رہے گا۔

جھنگویؒ دلوں کو جلاتا رہا اخوت کے پرچم اڑاتا رہا ہوا جب کبھی ذکر مہر و وفا بڑی دیر تک یاد آتا رہا

(فاروقی شہیدؒ)

ایک عظیم تحفہ

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی سیرت کے مطالعے کیلئے مزید کتب

نقوش جھنگوی شہیدؒ ________ مولانا رب نواز طاہر

حیات امیر عزیمتؒ ________ مولانا الیاس بالاکوٹی

سوانح حیات حق نواز شہیدؒ ________ مولانا محمود الرشید حدوٹی

مولانا حق نواز شہیدؒ کی جدوجہد ________ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی

ایک عظیم تحفہ ویڈیو سی ڈی کی صورت میں **پیغام حق** جس کا ہدیہ عام 20 روپے ضرور دیکھیں

Scanned by CamScanner

امیر عزیمت علامہ حق نواز شہیدؒ

ظلم سہتا رہا دکھ اٹھاتا رہا
آندھیوں میں بھی وہ جگمگاتا رہا
حق کی خاطر وہ لڑتا رہا عمر بھر
وہ گرجتا رہا کفر کے سینوں پہ

شیعہ مسلم نہیں وہ بتاتا رہا
ظلم سہتا رہا دکھ اٹھاتا رہا

وہ جبر کے مقابل بپھرتا گیا
اس کو جتنا دبایا ابھرتا گیا
کفر کی وہ دیواریں ہلاتا رہا

وہ چلاتا رہا کے میرے دیس میں
کفر پھرتا ہے اسلام کے بھیس میں
وہ دلائل کے انبار لاتا رہا

اس کو حبشی کی مانند گھسیٹا گیا
اس کو بیڑیاں پہنا کے پیٹا گیا
زخم کھا کے بھی وہ مسکراتا رہا

اس پہ جھوٹے مقدمے بنائے گئے
اس کو پیغام اجل کے سنائے گئے
کتنا بے خوف تھا دندناتا رہا

وہ صحابہؓ کا مخلص و فادار تھا
وہ نبی کی محبت میں سرشار تھا
ان کی خاطر جوانی لٹاتا رہا

وارث الانبیاء کا وہ مصداق تھا
دین سمجھ کے کہا اس نے جو بھی کہا
منصبی فرض اپنا نبھاتا رہا
ظلم سہتا رہا دکھ اٹھاتا رہا

وہ جو تھا حق نواز حق پہ قربان ہوا
جس کا دیوانہ تھا ان کا مہمان ہوا
وہ خدا سے یہی موت چاہتا رہا

اس کو کوئی بھی جابر جھکا نہ سکا
ظلم اس کو مشن سے ہٹا نہ سکا
شیعیت کی وہ دھجیاں اڑاتا رہا

دل میں عشق صحابہؓ بساتا گیا
اپنے بچوں کو بھی وہ بھلاتا گیا
وہ یتیموں کو جینا سکھاتا رہا

وہ اٹھا تو زمین آسماں رو پڑے
بچے بوڑھے روئے نوجوان رو پڑے
ماؤں بہنوں کو بھی وہ رولاتا رہا

اس کی تحریک پہ ہم بھی مر جائیں گے
اس کے پرچم کو دنیا میں لہرائیں گے
اس کے پابند ہیں جو سکھاتا رہا

پیارے فاروقیؒ ہوں یا کہ ایثارؒ تھے
میرے جھنگوی کی محنت کے شاہکار تھے
جن کو ظاہر وہ منظر پہ لاتا رہا
ظلم سہتا رہا دکھ اٹھاتا رہا

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner